Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 59-70
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

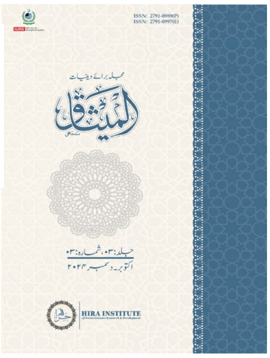

تحریک احمدیت: مغربی مفکر ایچ اے والٹر کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

The Ahmadiyyah Movement: An Analytical Study of the Views of the Western Thinker H. A. Walter

1. Noor Muqadsa noormuqadsa1226@gmail.com	*MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Univeristy, Multan.*
2. Dr. Faridah Yousaf faridahyousuf@gmail.com	*Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Univeristy, Multan.*
3. Muhammad Adnan aslamadnan607@gmail.com	*Ph. D Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Univeristy, Multan.*

How to Cite: Noor Muqadsa, Dr. Faridah Yousaf and Muhammad Adnan. 2024: "The Ahmadiyyah Movement: An Analytical Study of the Views of the Western Thinker H. A. Walter". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 59-70.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
29-10-2024	16-11-2024	15-12-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

تحریک احمدیت: مغربی مفکر ایچ اے والٹر کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

The Ahmadiyyah Movement: An Analytical Study of the Views of the Western Thinker H. A. Walter

1. **Noor Muqadsa**
   MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Univeristy, Multan.
   noormuqadsa1226@gmail.com

2. **Dr. Faridah Yousaf**
   Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Univeristy, Multan.
   faridahyousuf@gmail.com

3. **Muhammad Adnan**
   Ph. D Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya Univeristy, Multan.
   aslamadnan607@gmail.com

Abstract

The belief in the Finality of Prophethood (Khatm-e-Nabuwwat) is a foundational tenet of Islamic faith, emphasizing that the Holy Prophet Muḥammad (ﷺ) is the last messenger of Allah, and no new prophet or divine law will follow. Despite this, throughout history, various individuals have falsely claimed prophethood, creating theological and social disruptions. One such instance was the emergence of Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī in the Indian subcontinent, who declared himself a prophet, challenging the established Islamic belief in the Finality of Prophethood. This article critically examines the views of H.A. Walter, a Western scholar, on the Ahmadiyya Movement. Walter, with his background in comparative religion, analyzed the life, claims, and teachings of Mirzā Ghulām Aḥmad, providing a unique perspective on the movement. By juxtaposing his insights with those of Islamic scholars who have consistently refuted the claims of false prophets, this study explores Walter's contributions to understanding the historical and theological dimensions of the Ahmadiyya Movement. This research offers a nuanced appraisal of Walter's work and its relevance to the broader discourse on religious reform movements and interfaith interactions during the colonial period.

Keywords: *H.A. Walter, Prophethood, Ahmadiyya Movement, Subcontinent, False Prophets.*

تمہید

ختم نبوت وہ عقیدہ ہے جو چودہ صدیوں سے اسلام کی صداقت، حقانیت اور وحدت کو قائم کیے ہوئے ہے۔ یہ عقیدہ قرآن وسنت کی روشنی میں نہایت واضح ہے۔ اس عقیدے کو مسلمانوں نے اپنی روحانی واخلاقی بقاء کے لیے محفوظ رکھا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں تحریک احمدیت انیسوی صدی عیسوی کے مختلف اٹھنے والے فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے جس کا مقصد برصغیر کی ملت اسلامیہ میں فکری انتشار پیدا کرنے اور ان کے مسلمہ عقیدے ختم نبوت کو متزلزل کرنے کے لیے مسلمانوں کے اس عقیدے پر ضرب لگانا تھا۔ چنانچہ ایک نام ونہاد مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی نے بتدریج کشف، کرامات، الہامات سے آگے بڑھتے ہوئے مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعوی کر دیا اور خود کو نبوت کے درجے پر فائز سمجھا۔ استعماری حکومتوں نے مسلمانوں میں شکوک وشبہات اور اختلافات پیدا کرنے کے لیے قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی سرپرستی کی۔ مرزا نے نہ صرف نبوت والہام کا دعوی کیا بلکہ پس پردہ اسلامی شعائر کے خلاف تعلیم بھی دی۔ اس سلسلے میں مختلف کتب لکھیں اور اختلاف پیدا کیے جنہوں نے مرزا کے عقیدے کو اجاگر کرنے کے

لیے لوگوں کے عقائد مشکوک کیے۔ برصغیر کے علماء و مشائخ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ ساری سازش استعماری حکومت کر رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرنے کے لیے جلسے جلوسوں، مناظروں اور مباہلوں کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی کافی خدمات انجام دیں۔

ایچ اے والٹر مغربی مصنف تھے جن کی ساری عمر تحصیل علم میں گزری۔ برطانیہ سے شروع ہونے والا سفر برصغیر جاکر اختتام کو پہنچا۔ ایچ اے والٹر کی کتاب "دی ریلیجیئس لائف آف انڈیا: احمدیہ موومنٹ" کا مقصد ہندوستان میں دلچسپی رکھنے والے تمام لوگوں کو مذہبی زندگی کی مختلف موجودہ شکلوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا تھا۔ مصنف، جو بدقسمتی سے ہندوستان میں اپنی کتاب کو پریس کے ذریعے پبلش ہونے تک دیکھنے کے لیے زندہ نہیں رہا، کہتا ہے کہ اس نے صرف احمدیہ تحریک کا ایک غیر متعصب، درست خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ اس کے بانی اور ان کے شاگردوں نے خود اس کا تصور کیا تھا اور جہاں تک میں کر سکتا تھا۔[1] زیرِ نظر مقالہ میں تحریک احمدیت کے بارے میں ایچ اے والٹر کی آراء کا تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ایچ اے والٹر: احوال و آثار

"ہاورڈ آرنلڈ والٹر "19 اگست 1883 میں برطانیہ میں پیدا ہوئے۔[2] وہ ایک امریکن منسٹر اور مصنف تھے۔[3] ایچ اے والٹر کا مکمل نام "Howard Arnold Walter" ہے۔ ہاورڈ آرنلڈ والٹر کے والد کا نام "ہنری ایس والٹر" تھا جو کہ "اسٹینلے رول اینڈ لیول کمپنی" کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ ایچ اے والٹر نے 1905 میں پرنسٹن یونیورسٹی، پرنسٹن نیو جرسی سے آنرز کے ساتھ گریجویشن کیا۔ 1906 میں ایچ اے والٹر نے ویسیڈا یونیورسٹی میں انگریزی پڑھانے کے لیے "ایمپائر آف جاپان" کا سفر کیا۔ جب وہ امریکہ واپس آئے تو انہوں نے ہارٹ فورڈ سیمینری میں تعلیم حاصل کی۔ مزید وہ ایڈنبرا، گلاسگو، سکاٹ لینڈ اور جرمنی سے مزید تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند تھے۔[4] 23 سال کی عمر میں ایچ اے والٹر نے جاپان میں واسیڈا یونیورسٹی میں انگریزی پڑھانے میں ایک سال گزارا۔ آرڈینیشن کے بعد وہ ہارٹ فورڈ، کنیکٹیکٹ میں اسائلم ہل کانگریگیشنل چرچ میں اسسٹنٹ پادری بن گئے۔ 1913 میں والٹر نے YMCA کے عملے میں شمولیت اختیار کی اور لاہور چلے گئے۔ ایچ اے والٹر بعد میں ینگ مینز کرسچن ایسوسی ایشن (YMCA) کے ساتھ مشنری بن گئے۔ تقریباً 1920 تک، وہ YMCA کی نیشنل کونسل آف انڈیا اور سیلون (اب سری لنکا) کے ادبی سیکرٹری تھے۔ ایچ اے والٹر کا انتقال 35 سال کی عمر میں 1 نومبر 1918 کو مشہور ہسپانوی فلو کی وجہ سے لاہور کے فورمین کرسچن کالج میں ملازمت کے دوران ہوا۔ وہاں کے ہندوستانی عیسائی قبرستان پلاٹ 211 میں ایچ اے والٹر کو دفن کیا گیا۔ مصنف نے کئی مزید کتب بھی تالیف کی ہے جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

- My Creed, and Other Poems[5]
- Soul-Surgery: Some Thoughts on Incisive Personal Work[6]
- I would be True[7]
- Introduction of The Religious life of India; The Ahmadia movement

مرزا غلام احمد قادیانی کا ابتدائی دور: ایچ اے والٹر کی نظر میں

آخر الذکر کتاب والٹر نے 1916-1918 کے درمیان احمدیہ تحریک کے بارے میں لکھی۔[8] ایچ اے والٹر نے اپنی اس کتاب کے پہلے باب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی کا تذکرہ کیا ہے۔ ایچ اے والٹر نے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد خان پنجاب کے ضلع گورداسپور کے گاؤں قادیان میں اٹھارہ جون 1839 کو پیدا ہوا۔[9] جبکہ مرزا

غلام احمد قادیانی کی پیدائش کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ایک جگہ پر ہے مرزا قادیانی کی پیدائش 1839ء یا 1840 میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور مرزا کے حریف مولانا ثناء اللہ امر تسری نے اپنی کتاب "تاریخ مرزا" میں 1845ء سن پیدائش بیان کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادینی نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں 1845ء بیان کی ہے جب کہ موج کوثر، آب کوثر، رودِ کوثر میں مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش 1837ء تحریر ہے۔[10] ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ 1857ء کے ہنگامہ کے وقت وہ سولہ سترہ برس کی عمر کے تھے۔ ایچ اے والٹر نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم کے متعلق بیان کیا ہے کہ چھٹے سے دسویں سال تک مرزا قادیانی نے فارسی استاد سے تعلیم حاصل کی۔ اس وقت سے لے کر سترہ سال کی عمر تک ایک عربی عالم اور مقدس انسان سے علم حاصل کیا اور اپنی تعلیم کے تحت عربی زبان میں اظہار خیال کیا۔ اس غیر معمولی سہولت کی بنیاد رکھی جو بعد کے سالوں میں ان کی بہت اچھی طرح سے خدمت کرنے والی تھی۔ مرزا قادیانی نے خود اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے:

> بچپن کے زمانہ میں جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ جب میری عمر دس برس ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر ہوئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں نے "صرف" کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے اور جب میں سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا تو گل علی شاہ سے چند سال پڑھا ان کو بھی میرے والد صاحب نے قادیان میں پڑھانے کے لئے استاد رکھا ان سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ حاصل کیے۔[11]

ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ سترہویں سال کے کچھ عرصے بعد ان کے والد نے مطالعہ کرنے والے، بصیرت والے لڑکے کو سرکاری ملازم کی حیثیت سے سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں پابند کرایا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو قانون کی تعلیم پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، تاکہ وہ وکیل بن جائے لیکن لڑکے نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ سیالکوٹ میں اس کی رہائش کا ایک نتیجہ اسکاٹ لینڈ کے چرچ کے کچھ مشنریوں کے ساتھ شناسائی تھا جو وہاں مقیم تھے اور ان کے ساتھ مرزا قادیانی نے کئی گھنٹے مذہبی گفتگو میں گزارے۔ عیسائیوں سے مناظروں کے متعلق مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی تصنیف "سیرت مسیح موعود" میں لکھا ہے کہ:

> ریورنڈ بٹلر ایم اے جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت صاحب (مرزا) کے بہت سے مباحثے ہوتے رہتے۔ جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کو ملنے آئے۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر خود استقبال کے لیے آئے اور پوچھا کہ آپ کس طرح تشریف لائے تو ریورنڈ نے کہا کہ صرف مرزا قادیانی سے ملنے کے لیے اور جہاں حضرت صاحب بیٹھے تھے سیدھے وہیں چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے۔[12]

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات کا تجزیہ: ایچ اے والٹر کی نظر میں

ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ 1880 میں ان کے سب سے مشہور کام کے پہلے دو حصے براہین احمدیہ (احمدیہ ثبوت) کے نام سے شائع ہوئے۔ (مرزا غلام احمد کی عملی زندگی کا آغاز 1880ء میں ہوا۔ اس کی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" شائع ہوئی تو اس نے اعتراف کیا کہ وہ دوسرے مذاہب کے بارے میں 300 دلائل پیش کریں گے۔ مرزا نے کتاب کی اشاعت کے لیے لوگوں سے مدد کی اپیل کی اور کہا کہ یہ کتاب بڑی جامع اور پچاس حصوں پر مشتمل ہوگی۔ کتاب لکھنے کا عمل چوتھے حصے پر ہی رک گیا۔ پانچواں حصہ کتاب شروع کرنے کے 25 سال بعد 1905ء میں شائع ہوا۔)

ایچ اے والٹر نے لکھا ہے کہ براہین احمدیہ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ کتاب نادر علمی تحقیقات کے بجائے الہامات، دعویٰ جات اور قیاس آرائیوں سے بھری ہوئی ہے۔1884ء تک مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کی مدد ہیں اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت حاصل ہے۔[13] اگرچہ اس میں موجود مسلم عقائد کی نمائش میں پہلے سے ہی منفرد احمدی تعلیمات کا جراثیم موجود تھا۔ جس کی بنیاد پر راسخ العقیدہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے بعد کے جھگڑوں کی ابتداء ہوئی۔ اس کتاب کو پوری مسلم دنیامیں طاقت اور اصلیت کے کام کے طور پر (جہاں تک اسے پڑھا گیا) عالمی سطح پر سراہا گیا۔ ایچ اے والٹر مرزا کے کیریئر میں اہم موڑ اور احمدیہ تحریک کے آزاد وجود کا حقیقی آغاز 4مارچ1889ء کو دیتے ہیں جب مرزا قادیانی نے ایک آسمانی وحی کا اعلان کیا جس سے انہیں بیعت قبول کرنے کا حق دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں کا ایک چھوٹا سا گروہ وجود میں آیا جنھوں نے روحانی زندگی سے متعلق تمام معاملات میں اس کی رہنمائی کو قبول کیا۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ وہ مسیحا اور مہدی دونوں ہی ہیں جن کی مسلمانوں کی طرف سے توقع کی گئی تھی اور تین کتابوں میں اپنی پوزیشن واضح کرنے کی کوشش کی:

- فتح اسلام
- تنزیہ مرام
- اِزالہِ اوہام۔[14]

مزید ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ اس وقت سے لے کر اب تک مرزا کی زندگی آرتھوڈوکس محمدیوں، آریہ سماج کے رہنماؤں اور عیسائیوں کے ساتھ تلخ جھگڑوں میں گزری۔ مرزا قادیانی کے ایک انتہائی مستقل دشمن، مولوی محمد حسین، جو پہلے مرزا صاحب کے دوست اور ساتھی تھے، کی سرگرمی کے ذریعے ایک فتویٰ (کینن لاء پر ایک مسلم اتھارٹی کی طرف سے قانونی اعلان) حاصل کیا گیا جس پر پورے ہندوستان میں کئی اہم ملاؤں کی تصدیقی مہریں موجود تھیں۔[15] غلام احمد اور ان کے پیروکاروں کو ارتداد کی بنا پر اسلام سے خارج کر دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ اصل قانون کے مطابق انکی تباہی لکھی جا چکی ہے۔[16] ایچ اے والٹر مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں یادگار لمحہ دسمبر 1896ء کو قرار دیتے ہیں جب انہوں نے لاہور میں "مذاہب کی کانفرنس" میں ایک مقالہ پڑھا جس کا عنوان "خدائی علم کے ذرائع" تھا، جو کہ قرآن کی احمدیہ تشریح اور اسلام کے نظریہ نجات کے بارے میں ایک جامع خلاصہ کی مانند تھا۔ بعد میں اسے تعلیمات اسلام کے عنوان سے لندن سے شائع کیا گیا۔[17]

مرزا غلام احمد قادیانی کی ذہنی کیفیت سے متعلق ایچ اے والٹر کی آراء

ایچ اے والٹر، مرزا غلام احمد کے ایک سوانح نگار "مرزا یعقوب بیگ" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ رات کے وقت اپنا ایک جوتا اتارنے سے غفلت برتتے رہے اور صبح تک بے ہوش رہے۔ جب کافی تلاش کیا تو معلوم ہوا جس کو تلاش کر رہے وہ خود کے پاؤں میں موجود ہے اور یہ بھی بعد اتفاقاً انکو پتہ چلا۔[18] ایچ اے والٹر کے مطابق جو کوئی احمد کو صرف اسکی تحریروں سے جانتا ہے اس کے لیے اس کے کردار کا اندازہ لگانا مشکل ہے کہ وہ سادہ عادت اور فراخ دل انسان تھا۔

ایچ اے والٹر نے لکھا ہے کہ اس کے اختیار میں موجود تمام شواہد اس کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ تلخ ظلم و ستم کا سامنا کرتے ہوئے ان کی ہمت جسمانی تشدد کی کوششوں کے برابر یقیناً قابل تعریف ہے۔ ایچ اے والٹر کے نزدیک صرف مقناطیسی اور خوشنما شخصیت کا آدمی ہی اتنی تعداد میں مردوں کی دوستی اور وفاداری کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہو گا۔ ایچ اے والٹر یہاں ایک ہندوستانی عیسائی استاد، جن کا نام ڈینیل تھا، کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جب وہ قادیان میں غلام احمد کے پاس آئے تو ملاقات کے بعد ان کے لیے

سات سوالات چھوڑ گئے جن میں سے پہلے تین اس کی ذہنی حالت سے متعلق تھے۔ وہ سوال درج ذیل ہیں:[19]

1. Have you ever been affected with disease? If so, what and when? now a brain Does its attack recur.
2. Did you begin to have revelations before you suffered from an attack of such disease or after that? Have any of your relations ever made strange pretentions? If so, what and when?
3. Has the idea ever had access to your mind that your claims may be wrong? If so, how was the doubt removed? Is it not possible that the doubt may be valid?

پہلے دو سوالات کا مطمح نظر یہ ہے کہ وعدہ شدہ مسیحا کے انکشافات "ڈیمنشیا" کی وجہ سے ہیں دوسرے لفظوں میں وہ خدا کی طرف سے الہام نہیں ہیں۔ وہ بیماریاں جن کے بارے میں جناب ڈینیئل نے پیشین گوئی کی تھی کہ ہمارے نبی ﷺ نے مسیح موعود کی نشانیاں بتائی ہیں احمد کی دو بیماریوں "Syncope(بلڈ پریشر کی وجہ سے شعور کا کھو جانا) اور Polyuria" (کثیر البول) کا حوالہ ہے۔ مرزا احمد کی بیماریوں کے متعلق 31 مارچ 1891ء کے خط میں حکیم نور الدین صاحب کو لکھتے ہیں:

اب طبیعت مکمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجہ کی محنت اور خوض و توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے۔[20]

جبکہ ایچ اے والٹر نے مرزا غلام احمد قادیانی خود بیان کردہ تحریر کو بھی بیان کیا ہے جس کے مطابق مرزا کا کہنا ہے کہ مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد، دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً تیس برس سے ہیں۔[21] مزید بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی دست آتے ہیں۔۔۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔[22]

ایچ اے والٹر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جہاں تک احمد میں ذہنی بے ضابطگیوں کے بارے میں مسٹر ڈینیئل کے سوالات کا یہاں کوئی سیدھا جواب دیا گیا ہے تو یہ اثبات میں معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مصنف کی طرف سے اس بات کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ کسی قدم کی بیماری خواہ وہ ذہنی ہو یا جسمانی خدائی الہام کے صائب ہونے پر سوالیہ نشان اٹھاتی ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی نظروں میں یہ روحانی طور میں نمایاں ہونے ان کے دعوؤں کو بھی تقویت دے سکتی ہے۔[23] ایچ اے والٹر مزید ایک اور تجزیہ نگار کی آراء بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر گرس ولڈ اپنے پمفلٹ میں لکھتے ہیں کہ:

- یہ کہ وہ ایک شعوری دھوکے باز ہے۔
- یہ کہ وہ پاگل ہے۔
- اور یہ کہ وہ خود فریبی کا شکار ہے۔

پہلے دو متبادل میں سے ہر ایک کے حق میں فیصلوں کا حوالہ دینے کے بعد ڈاکٹر گرس ولڈ اپنی رائے اس طرح دیتے ہیں:

تاہم مجموعی طور پر مجھے ایسا لگتا ہے کہ تیسرا فیصلہ سب سے محفوظ ہے یعنی مرزا صاحب ایماندار ہیں لیکن خود فریبی کا شکار ہیں۔ جہاں تک میں اندازہ لگا سکتا ہوں ان کی تحریروں میں ہر جگہ خلوص کا رنگ موجود ہے۔ شدید ترین اور تلخ مخالفت کے باوجود اپنے دعوؤں کی تصدیق میں ان کا استقامت شاندار رہے۔ وہ اپنے دعوؤں کی وجہ سے نقصان اٹھانے کو تیار ہے۔[24]

ایچ اے والٹر پروفیسر میکڈونلڈ کے باب "دی پرسن اینڈ لائف آف محمد" سے کچھ اقتباسات کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ واضح

ہے کہ نسبتاً ابتدائی دنوں سے ہی مرزا قادیانی ٹرانس آتے تھے جس میں عجیب وغریب چیزیں دیکھی اور سنیں۔ مرزا صاحب کے پاس آوازیں آئیں یا تو بظاہر ٹرانس کی حالت میں یا جب وہ جاگ رہے تھے۔ اپنی روح کے خوف کے مارے وہ صحرائی وقفوں میں خود کو ریٹائر ہونے کی عادت ڈال چکا تھا اور وہاں تنہائی میں دن گزارتا تھا تو وہاں اس کو آوازیں آئیں۔ وہاں اس نے اعداد و شمار بھی دیکھے مبہم، مدھم اور اس پر خوف طاری ہو گیا وہ کیا ہیں؟ میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ کیا یہ خدا کی طرف سے ہے؟ یا میں کسی روح میں مبتلا ہوں؟ یا پھر وہ نہیں تھا جیسا کہ بہت سے لوگوں نے سوچا ہے۔ ایک تدبیر کرنے والا، ایک سیاست دان، ایک ایسا شخص جو عرب کو متحد کرنے اور اس کا سربراہ بننے کے لیے نکلا اور جو ہر حرکت میں بالکل جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور اس نے ایسا کیوں کیا۔ وہ کوئی تدبیر کرنے والا نہیں تھا۔ وہ اکثر مردوں میں سب سے زیادہ غیر اخلاقی تھا۔[25]

ایچ اے والٹر اس بات پر زور دیتے ہے کہ یہ مرزا غلام احمد کسی حد تک اپنے عقیدے میں مخلص تھا۔ مرزا احمد نے مبینہ انکشافات جو کیے جان بوجھ کر جعلسازی کے تھے ایک بڑھتے ہوئے عزائم اور ایک غلط چھپے ہوئے ذاتی مفاد میں جو کہ ناقابل اعتماد تھے۔ اس کے انکشافات کسی ایسے ذریعہ سے آئے ہیں جو اس کے اپنے ذہن سے باہر تھے ہمارے اختیار میں موجود تمام شواہد ہمیں یقین کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ خاص طرز کے مجرد انداز کا حامل ہے۔ جیسے ہی اسے الہام آنا شروع ہوئے آیا کہ خود کار تحریروں سے یا خواب کی حالت میں یا کسی دوسرے ذریعے سے تو ہم صرف یہ گمان کر سکتے ہیں کہ وہ محمد ﷺ کی پر اسرار فطرت سے بہت زیادہ متحرک اور آسانی سے قائل تھا کہ وہ کسی مافوق الفطرت ذریعے سے آتے ہیں۔ اس بنا پر وہ اپنی اور اپنے پیروکاروں کی نظر میں خدا کے الہام کی ترقی یافتہ سکیم کا اگلا قدم اور اپنی تبدیل شدہ مذہبی پرستش کے نظام کا امکانی حد تک ناگزیر مرکز بن گیا۔ ایسے جدید ذرائع کی تاریخ میں ہم اس ذہنی اور روحانی ارتقاء کے کئی مجوزہ متوازی طریقے معلوم کر سکتے ہیں جیسا کہ ایک نسل پہلے کے "ڈی۔ ڈی۔ ہوم" اور "ریورسیٹن موسز"، گزشتہ چند سالوں میں "آنجہانی ڈبلیو ٹی سٹیڈ" اور "ایلسا بار" کے۔[26] ایسی صورتوں میں ذہانت کو کنٹرول کرنے والی چیز آسان اور درحقیقت تقریباً ناگزیر نظر آتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات

مرزا احمد کی موت 26 مئی 1908ء کو لاہور میں اچانک آنتوں کی تکلیف کی وجہ سے ہوئی جہاں وہ کانفرنس میں شرکت اور اپنی بیوی کے لیے کچھ طبی معاونت حاصل کرنے کے لیے موجود تھے۔ (ایچ اے والٹر مرزا قادیانی کی وفات کے متعلق کوئی بھی حوالہ اپنی تحریر میں پیش نہیں کرتے)۔ ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ اس کے دشمنوں نے اس حقیقت پر زور دیا کہ اپنی پیشین گوئی کے علم پر مبنی تمام ڈینگوں کے باوجود وہ اپنی موت کی تاریخ پہلے نہ دیکھ سکا جو اگر اس کی خواہش اور منصوبوں کے مطابق ہوتی تو یقیناً قادیان میں ہوتی۔ احمد کو قادیان میں ایک ظاہری نمائش سے عاری مقبرے میں دفن کیا گیا جو کہ پہلے سے تیار کیا گیا تھا۔[27]

ایچ اے والٹر کے بیان کردہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ جات

ایچ اے والٹر نے اہل سنت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخری دن کے قریب آنے کی نشانیوں میں سے مسیح موعود اور متوقع مہدی جنھیں عام طور پر دو بالکل نمایاں شخصیت سمجھا جاتا ہے، نے مختلف فرائض سرانجام دینے ہیں۔ ان کا بیک وقت ظہور ہو گا۔[28] مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ وہ اپنی ذات میں مسیح اور مہدی دونوں سے متعلق مختلف پیشین گوئیوں، اور اس کے علاوہ عیسائیوں اور یہودیوں کی معادیات سے متعلق امنگوں پر پورا اترتا ہے۔ سب سے پہلے یہودی پیشن گوئی کے حوالے سے 1904[29] میں مرزا احمد نے لکھا:

جب سے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے یہ اس کا غیر متغیر قانون رہا ہے کہ وہ بنی نوع انسان پر ان کی اپنی تعداد

میں سے ایک کے ذریعے اپنی روشنی ڈالتا ہے تاکہ ان میں اتحاد اور یگانگت بر قرار رہے۔ اس زمانے کے مقرر کردہ قانون کے مطابق خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے منہ سے یہ پیشین گوئی کی کہ آدم کے زمانے سے تقریباً چھ ہزار سال بعد جب زمین پر بڑا اندھیرا چھا جائے گا، جذبوں کا ایک غیر متزلزل سیلاب خدا کی محبت کو جنم دے گا، زوال اور بدکاری غالب ہو جائے گی تو وہ آدم کی مثال کے بعد روحانی طور پر ایک آدمی میں سچائی، محبت اور علم کی روح پھونک دے گا۔ وہ مسیح کہلائے گا کیونکہ خدا خود اس کی روح کو اپنی محبت کے مرہم سے مسح کرے گا۔ ایک بھاری لڑائی کے بعد خدا کا مسیحا تاریکی کی طاقتوں کو پیچھے ہٹا دے گا اور خدا کے جلال، عظمت، وحدانیت اور تقدس کا زمین پر اعلان کرے گا۔ اس کا اعلان ایک ہزار سال تک جاری رہے گا۔[30]

مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد دعویٰ جات عربی زبان میں کیے ہیں کیونکہ کہ وہ عربی زبان کے بہت بڑے مداح تھے اس لیے انہوں نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ان کی زندگی کی بڑی دریافتوں میں سے ایک یہ ہے کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے۔[31]

مرزا غلام احمد نے متعدد مقامات پر متعدد دعویٰ جات کیے جن میں سے ایک دعویٰ آدم ہونے کا بھی ہے۔ ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ:

ایک اور مصرعے میں احمد لکھتے ہیں کہ آدم جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی پیدا ہوئی۔ تو میرے معاملے میں ایسا ہی ہوا، یعنی میں بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا اور جڑواں پیدا ہوا، میرے ساتھ بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔[32]

ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ نئے عہد نامے میں موجود مسیحی پیشین گوئیوں کی طرف اب آتے ہوئے احمد کا خیال تھا کہ مسیح کی دوسری آمد مسیح کی اپنی ذات میں نہیں بلکہ ان کی "روح اور طاقت" میں ہونی تھی۔ اس کے باوجود یسوع نے اعلان کیا کہ یوحنا ایلیاہ کی "روح اور طاقت" میں آیا ہے۔[33] ایچ اے والٹر احمد کے دعویٰ جات کے متعلق لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں بقول مرزا احمد خود عیسائیوں نے اعلان کیا اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وقت قریب ہے لیکن عیسیٰؑ کے زمانے کے یہودیوں کی طرح وہ اس کے ظہور کے لیے غلط سمت میں دیکھ رہے ہیں۔ مرزا کا دعویٰ ہے کہ 1898، 1899 اور 1900 میں اس کی آمد کا وقت رکھا ہے۔ لیکن سب کو مایوسی ہوئی کیونکہ وہ یہ سمجھنے میں ناکام رہے کہ مسیح مرزا غلام احمد قادیان میں در حقیقت ظاہر ہوا ہے۔[34] یہی بات مرزا غلام احمد کے بارے میں چند مختلف کتب میں بھی موجود ہے کہ میرا نام عیسیٰ ابن مریم ہے، کیونکہ عیسیٰ کی میری صلاحیت مریم کی حیثیت سے میری اولاد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ الٰہی حکمت نے میرے ذمے ایک بہت بڑا اور اہم کام سونپا ہے اور مجھ سے کہیں زیادہ مہربانی اور فضل کے وعدے کیے ہیں، پھر بھی روحانی طور پر یسوع اور میں جوہر میں ایک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میری آمد اس کی آمد ہے۔ جو میرا انکار کرتا ہے وہ یسوع کا بھی انکار کرتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا اور خوش ہوا اس لیے جو مجھے دیکھتا ہے اور مجھ سے خوش نہیں ہوتا وہ ہم میں سے نہیں، نہ مجھ سے اور نہ ہی عیسیٰ کا۔ یسوع مجھ سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا اور وہ شخص جس کی نظروں سے میں چھپا ہوا ہوں وہ مٹ گیا۔[35]

ایچ اے والٹر کے نظریے کے مطابق مرزا احمد اپنی ظاہری صورت حال اور ذاتی کردار میں مسیح سے مماثلت کا فخر کیا کرتا تھا۔ یسوع کی طرح احمد کا مقدر بھی سب سے پہلے کفار کے ہاتھوں ظلم و ستم کا شکار ہونا تھا جیسا کہ یسوع کے دشمن قیاس کے مطابق مذہبی اور آرتھوڈوکس صحیفے اور فریسی تھے اسی طرح آج کل کے مذہبی لوگ اور ان کے رہنما اپنے گناہوں کی وجہ سے مسیح کی روح اور دعووں کے سخت مخالف ہیں۔ ایچ اے والٹر بیان کرتے ہے مرزا کا خیال تھا کہ وہ نہ صرف عیسیٰ کی بلکہ کسی نہ کسی لحاظ سے محمد کے بھی "روح اور طاقت"

میں آیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو بروز، یا مظہر "زمین پر عرب کے نبی کی زندہ نمائندگی" کہا۔ حکمت اور جاننے والے خدا نے قادیان کے مرزا غلام احمد کو اسی جذبے اور قوت، نعمتوں، فیوضات اور انہی معجزات سے بھیجا ہے جن کے ساتھ نبی ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔[36]

مرزا غلام احمد کا دعویٰ مہدی

کثیر منتشر قسم کی روایات جو قیامت کے دن کی آمد سے متعلق اور خاص طور پر مہدی کی خصوصیات کا حوالہ دیتی ہیں، کی روشنی میں واضح ہے کہ وہ پیغمبرِ اسلام کی آل سے ہو گا اور آخری امام جو سنی مسلمانوں کے مطابق قربِ قیامت میں زمین پر آئے گا اور فتح کن لڑائی میں اسلام کو پوری دنیا پر غالب کر دے گا۔ اس سلسلے میں روایات متفق ہیں مگر اس سکتے سے آگے مختلف نوعیت کی ہیں۔ کچھ کے مطابق امام مہدی کا اقتدار دجال کے ذریعہ ختم ہو گا اس لیے کہ اس کے جواب میں دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں تباہ ہو گا جن کی متوقع آمد اسلام میں عیسائیوں کے عقائد سے آئی ہے۔ یہاں مسلم معادیاتی لٹریچر میں ایک مستقل روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی مہدی نہیں ہو گا۔[37] احمد نے اس روایت کو اس سے متضاد تمام روایات کے مقابلے میں قبول کیا۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کا مہدی کے بارے میں عام نظریہ یہ ہے کہ وہ جنگجو آدمی ہو گا جو اسلام کی اس کے آخری سب سے بڑے جہاد (مقدس جنگ) میں قیادت کرے گا۔ یہ تصور اگرچہ ناممکن نہیں تاہم مشکل ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں مرزا غلام احمد نے ایک الگ روش اختیار کی۔ انڈیا میں اپنی برطانوی اقتدار سے دوستی اور امن پسندی کی ڈینگوں کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی شدت سے تردید کرتا ہے اور اس کے ساتھ جہاد کے روایتی نظریے کی بھی جو اس کے مطابق جسمانی جنگ کی بجائے روحانی حوالے سے ہے۔[38]
اب یہ بات متوقع دلائل سے ملتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو کبھی مسیح موعود اور کبھی مہدی سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں یہاں بات ختم نہیں ہوتی کہ کبھی کبھار تو خاتم النبیین ﷺ سے جوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ ان مختلف دلائل کا طوالت کے ساتھ حوالہ دینا مشکل ہے جن کے ذریعے احمد نے روایات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ متوقع مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ معلوم ہوا کہ احمد کا یقین تھا کہ اس نے مسیح موعود اور متوقع مہدی سے متعلق پیشین گوئیاں پوری کیں اور یہ کہ اس کے ذاتی کردار نے اس دعوے کی تصدیق کی۔ اس نے اعتراف کیا کہ یہ نبوت اور مسیحیت کا آخری معیار ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خود ساختہ مہدی کے منصب پر فائز کر لیا اور یہ کہا:

> رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے۔ مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔[39]

اسی طرح مرزا صاحب نے ایک اور جگہ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے:

> وہ آخری مہدی جو تنزلِ اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانے میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیرِ الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔[40]

ایچ اے والٹر مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک احمدیہ بدعت جسے بعض اوقات ایک منفرد دریافت اور احمد کی نبوت کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے قرآن میں کسی نام نہاد منسوخ شدہ آیات کی موجودگی کا انکار تھا۔ اس عقیدے پر زور دیتے ہوئے احمد مسلم عوام کے عالمی معاہدے اجماع کے خلاف بھی تھا۔ ایچ اے والٹر مرزا غلام احمد قادیانی کا جناب عبد اللہ آتھم کے ہمراہ معاملہ

بیان کرتے ہیں کیونکہ اگرچہ ان کی موت اور جہنم میں اترنے کی پیشین گوئی کی گئی تھی لیکن وہ مقررہ وقت (پندرہ ماہ) ختم ہونے کے بعد بھی زندہ تھے۔ احمد نے پھر وضاحتوں کا ایک پورا سلسلہ جاری کیا۔ مرزا غلام احمد نے اعلان کیا کہ نبوت کا مقصد یہ ہے کہ دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہو وہ دوسرے کی زندگی میں ہی مر جائے گا۔ یہ بات پوری ہو جائے گی۔ پیشینگوئی کی شرط یہ تھی کہ جب تک کہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اس پر الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے توبہ کی علامتیں ظاہر کیں جس کے نتیجے میں "معروف قانونِ نبوت" کے مطابق مہلت دی گئی۔ آخر میں اس نے اعتراف کیا کہ شاید وہ غلط تھا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی کبھی کسی پیشین گوئی کی تشریح میں غلطی ہو جاتی ہے کیونکہ آخر کار انبیاء بشر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یسوع نے پیشین گوئی کی تھی کہ اس کے بارہ رسول بارہ تختوں پر بیٹھیں گے جب کہ ان میں سے ایک اپنی زندگی میں ہی شیطان بن گیا۔[41] مرزا نے اعلان کیا ہے کہ جو کوئی اس کی موت کے لیے دعا کرے گا وہ خود ایک تیز رفتاری کا شکار ہو جائے گا اور ایسا شخص اس سے پہلے دردناک موت مر جائے گا۔ اس نے اکثر دنیا کو اس کسوٹی پر اپنی سچائی کو جانچنے کی دعوت دی ہے۔ یہاں تک کہ اگر بہت سے لوگ اس کے خلاف دعا کریں وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں خدا کے غضب سے بھسم ہو جائیں گے کیونکہ خدا کا زبردست ہاتھ اس کی حمایت میں ہے۔ ہر وہ شخص جو اس کے خلاف اٹھتا ہے یقینی طور پر گرا دیا جائے گا۔ حقیقت میں یہ ایسے آدمی تھے جنھوں نے اس کی پکار پر لبیک کہا تھا اور اس کے خلاف خدا سے دعا کی کہ تاکہ وہ اسکی پیشنگوئی کو سچا ثابت کر سکے۔ وہ سب اس کی پیشن گوئی کے مطابق مر گئے اور اس طرح اس کی سچائی کا ثبوت پیش کیا۔ جن لوگوں نے اس کے خلاف دعا کی تلوار چلائی اس سے اپنے ہی گلے کاٹے۔ ان کے نام یہ ہیں: مولوی غلام دستگیر، قصور، ضلع لاہور؛ مولوی محمد اسماعیل، علی گڑھ؛ پنڈت لیکھ رام، معروف آریہ رہنما؛ مولوی محمد حسن، بھین، ضلع جہلم؛ فقیر مرزا، دولونیجل، ضلع جہلم؛ چراغ دین، جموں کا۔[42] ایچ اے والٹر اپنی تحریروں میں کم و بیش مرزا احمد کے دعوٰی جات کا تذکرہ کرتے ہیں اور دیگر واقعات کو بیان کر کے ان کے دعوٰی جات کی حقیقت بھی آشنا کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کا دعوی کرشنا

یکم نومبر 1904 کو سیالکوٹ میں ایک خطاب میں احمد نے اپنے بروز (روحانی مظہر) یا ہندو زبان میں کرشنا کا (اوتار) ہونے کا اعلان کیا۔[43] ساتھ ہی کچھ میں محمد اور مسیح کا احساس ہونے کا دعوٰی بھی کیا حالانکہ اس کے بعد مرزا غلام احمد نے دعوٰی کیا کہ اس کے پہلے انکشافات میں سے ایک میں اسے کرشنا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

> اس نے مجھے ایک موقع پر نہیں بلکہ بارہا بتایا ہے کہ میں ہندوؤں کے لیے کرشنا ہوں اور محمدیوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سن کر جاہل محمدی فوراً چیخ اٹھیں گے کہ میں ایک کافر کا نام اختیار کرنے کی وجہ سے صریح کافر اور بدعتی ہو گیا ہوں جیسا کہ وہ کرشنا کو مقدس سمجھتے ہیں لیکن یہ ایک الہام ہے۔ خدا جس کا میں اعلان نہیں کر سکتا اور یہ پہلا دن ہے جب میں اتنے بڑے اجتماع میں اس دعوے کا اعلان کر رہا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ الزام یا ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اب راجہ کرشنا مجھ پر اتنے عظیم اور کامل آدمی کے طور پر نازل ہوئے کہ ان کی برابری ہندو رسلیوں اور اوتاروں میں نہیں پائی جاتی۔ میں کرشنا سے پیار کرتا ہوں کیونکہ میں اس کی شکل میں ظاہر ہوا ہوں۔ روحانی طور پر کرشنا اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے جو دو افراد ہندو اور محمد کی اصطلاحات میں موجود ہے براہمن اوتار کی مخالفت کرنا اچھا نہیں ہے۔[44]

ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ اب تک احمد جیسا کہ مسیح موعود، ہندوؤں سے باہر کھڑے ہوئے، ہندوؤں کی کمزوریوں اور خامیوں کے بارے میں بہت کچھ کہہ چکے تھے۔ اب اس نے ایک نئے پلیٹ فارم پر قبضہ کیا اور نئی آواز کے ساتھ بات کی۔ جس مکتوب سے ایچ اے والٹر نے نقل کیا ہے اس میں انہوں نے آریہ سماج پر اپنے بہت سے پرانے اعتراضات کا اعادہ کیا لیکن اب انہوں نے ان کے آگے یہ الفاظ لگا دیے کہ "بطور کرشنا میں اب آریوں کو ان کی کچھ غلطیوں سے خبردار کرتا ہوں۔"[45]

اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ہندوؤں اور آریوں نے مرزا غلام احمد کے اس منفرد اعلان کے بعد اس پر پہلے سے زیادہ احسان کیا تھا لیکن یقینی طور پر اس کی توقعات اس عداوت کی مزید گہرائی میں پوری ہو گئی تھیں جس کے ساتھ قدامت پسند اسلام اپنے عقیدے کا اس قدر دراز چیمپئن مانتا تھا۔ ایچ اے والٹر بیان کرتے ہیں کہ احمد کی وفات کے بعد سے قادیان میں ان کے پیروکاروں میں سے ایک نے اپنے خط و کتابت کے لیٹر ہیڈ پر درج ذیل افسانہ چھاپ دیا ہے جس میں مزید دعوؤں کا اضافہ ہوتا ہے جو اب تک بیان نہیں کیے گئے۔ یہ امر واضح کرتا ہے کہ احمد کے موجودہ پیروکار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کی ہر پیشین گوئی ایک عظیم روحانی پیشوا کی زمین پر آمد کی توقع مرزا غلام احمد قادیان کی ذات میں پوری ہو گئی ہے۔[46]

نتائج بحث

آپ ﷺ کی رسالت تا قیامت باقی اور شریعت محمدیہ آخری شریعت اور دستورِ عمل ہے۔ اس عقیدہ کے منافی کوئی بھی دعویٰ یا عقیدہ اسلام سے خروج کا موجب ہے۔ برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام جھوٹے مدعیان نبوت میں آتا ہے جس کے خلاف بہت سے علماء و فضلاء نے بہت کوششیں کی۔ ان سکالر میں ایک نام ایچ اے والٹر کا بھی ہے جنہوں نے تحریک احمدیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی ادوار کا تجزیہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش اور ان کی تعلیم و ملازمت کے حوالے سے بھی تفصیلی تجزیہ پیش کیا۔ ایچ اے والٹر نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ذہنی کیفیت کا تجزیہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کیے گئے دعویٰ جات پر بھی بحث کی۔ ان دعوؤں میں مسیح، مہدی، نجات دہندہ، آدم اور پھر نبی ہونے کے دعاوی شامل ہیں۔ ایچ اے والٹر کے مطابق مرزا غلام احمد کے دعوؤں اور ذہنی کیفیت میں تضاد اس کی شخصیت پر سوالیہ نشان اٹھاتا ہے۔ اسی طرح اس کی کی گئی پیشین گوئیوں کا سچ نہ ہونا الہامی نبوت کے بھی منافی ہے۔ ان وجوہات کی بناپر، ایچ اے والٹر غیر مسلم ہونے کے باوجود، مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھتا۔

حوالہ جات و حواشی

1 Haydon, A. Eustace. Review of Recent Works on Oriental Religions, by W. S. Urquhart, J. M. Macphail, A. Berriedale Keith, H. A. Walter, Frederick Starr, and James L. Barton. *The American Journal of Theology* 24, no. 2 (1920): 288–93.

2 https://www.discogs.com/artist/6190733-Howard-A-Walter , Retrived on 25 August, 2024.

3 https://ahmadiyyafactcheckblog.com/2017/03/13/h-a-walters-the-ahmadiya-movement-1918/ , Retrived on 25 August, 2024

4 http://www.hymntime.com/tch/bio/w/a/l/t/walter_ha.htm , Retrived on 25 August, 2024.

5 https://www.thriftbooks.com/a/howard-arnold-walter/4135068/, Retrived on 28 August, 2024.

6 http://www.hymntime.com/tch/bio/w/a/l/t/walter_ha.htm , Retrived on 28 August, 2024.

7 http://www.makefunoflife.net/christian-faith/i-would-be-true-by-howard-a-walter , Retrived on 20 August, 2024.

8 https://archive.org/details/ahmadiyamovement00walt/page/14/mode/2up, Retrived on 22 August, 2024.

9 قادیانی، مرزا غلام احمد، **براہین احمدیہ**، (ربوہ: قادیان پرنٹنگ پریس، 1880ء)، ص 497۔

10 احمد خالد شبیر، **تاریخ محاسبہ قادیانیت**، (ملتان: کاروان ادب، سن ندارد)، ص 27۔

11 قادیانی، مرزا غلام احمد، **روحانی خزائن**، (قادیان: مطبع ضیاء الاسلام، 1901ء)، 13/179۔

12 بشیر الدین محمود، مرزا، **سیرت مسیح موعود**، (ربوہ: مجلس خدام الاحمدیہ، سن ندارد)، ص 12۔

13 سراج الدین ارشد، ڈاکٹر، **قادیانیت (احمدیت) ایک تعارف**، (لاہور: مجلس احرار اسلام پاکستان، 2022ء)، ص 5۔

14 Walter, H.A., **The Religious Life of India: The Ahmadia Movement**, (London: Humphery Milford, Oxford University Press, 1918), P. 67.

15 Qādiyānī, Mirzā Ghulām Aḥmad, **The Teachings of Islam**, (London: Luzac & Co, 1910), P.127.

16 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، جلد 3، ص 441۔

17 Qādiyānī, **The Teachings of Islam**, P.127.

18 Walter, H.A., **The Religious Life of India: The Ahmadia Movement**, P. 65.

19 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، 1892ء، جلد 2، ص 70-71۔

20 ندوی، سید ابو الحسن علی، **قادیانیت مطالعہ و جائزہ**، (کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، سن ندارد)، ص 21۔

21 قادیانی، **روحانی خزائن**، 19/435۔

22 طاہر القادری، علامہ، **عقیدہ ختم نبوت**، (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2008ء)، ص 186۔

23 Macdonald, Duncan Black, **The Religious Attitude and Life in Islam**, (Chicago: The University of Chicago Press, 1990), P. 103-104.

24 Griswold, H. D., **Mirza Ghulam Ahmad: The Mehdi Messiah of Qadian**, (Lodiana: The American Tract Society, 1902), P. 25.

25 Macdonald, **The Religious Attitude and Life in Islam**, P. 06.

26 Moses, William Stainton, **Spirit Teachings**, (London: London Spiritualist Alliance Ltd., 1904), P. 151.

27 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، 1908ء، ص 50-51۔

28 Sale, George, **The Preliminary Discourse to the Koran**, (New York: F. Warne, 1921). P. 56-59.

29 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، جلد 3، ص 331۔

30 Walter, H.A., **The Religious Life of India: The Ahmadia Movement**, P. 25.

31 Qādiyānī, **The Teachings of Islam**, P. 131.

32 Louis Ginzberg, **Adam in the Jewish Encyclopedia**, Vol. 1, P. 178.

33 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، 1912، جلد 2، ص 112۔

34 ایضاً، ص 336۔

35 قادیانی، **روحانی خزائن**، 3/8-7۔

36 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، جلد 1، ص 333۔

37 Snouck Hurgronje C, **Mohammedanism**, (New York: G. P. Putnam's Sons, 1914), P.108.

38 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، جلد 7، ص 185۔

39 مکالمہ محمود احمد قادیانی، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، 27 فروری 1928ء، جلد 14، نمبر 68۔

40 قادیانی، **روحانی خزائن**، تذکرۃ الشہادتین، 20/2۔

41 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، جلد 3، ص 350۔

42 Walter, H.A., **The Religious Life of India: The Ahmadia Movement**, P. 48.

43 رسالہ "**مذاہب عالم پر ایک نظر**" (ریویو آف ریلیجنز)، قادیان، جلد 3، ص 411۔

44 قادیانی، مرزا غلام احمد، **ملفوظات**، (ربوہ: قادیان پرنٹنگ پریس، سن ندارد)، 3/444۔

45 قادیانی، **روحانی خزائن**، 22/522۔

46 Walter, H.A., **The Religious Life of India: The Ahmadia Movement**, P. 55.